International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp: 583 - 598

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

جاسوسی کی شرعی حیثیت، حدود و قیود اور عصر حاضر میں اطلاقات

The Islamic Legal Status of Espionage, Its Limits and Applications in the Contemporary Era

Arslan Arif
MS Scholar, University of Sialkot(arslan.tarar65865@gmail.com)
Hafiz Mudasser Riaz
MS Scholar, University of Sialkot(mrwarraich67@gmail.com)
Qudeer Ahmad
MS Scholar, University of Sialkot(qudeer17101990@gmai.com)

Abstract

The basic requirements for becoming a superpower in every era have been knowledge, economic system and military stability. If the Muslim Ummah wants to survive as a nation, it has to become the Imam of the world again in knowledge. It has to be that no enemy rushes on it, but is overwhelmed by their power and hides in their homeland. The kind of strategy that is needed for military stability, spying is the most important part of it, awareness of the enemy's conditions and for success. Acquiring information related to concealment of one's situation, intention of the enemy, determination of their outposts, style of war, number and weapons etc. is very important and this is possible only through spying. For the establishment, defense and stability of the state, where a just ruler and patriotic people are needed, then an army is needed for protection from the enemy. In places where spies are needed to steal operational plans, where thousands of people are needed to build a railway bridge but only a few people are enough to blow it up, many times spies steal important secrets, documents or items. Before the war, they make the enemy so unconscious that it is not time to fight the war. There is a lot of material in the Arabic language about the espionage system of the Holy Prophet, but very little work has been done on this topic in Urdu. Among the works, has written an article called "*Islam's System of Spying and Its Exploitation in Contemporary Times*". so, my approach in this article will be analytical. After this article of mine, it will be possible to assess what did the Holy Prophet (Peace Be Upon Him) say about the espionage system?

Keywords: Ijtihad, the Quran, Sunnah, Dynamic outlook, Muslim, Mujtahid.

تعارف موضوع

جاسوسی کا علم خفیہ علوم میں سے ہے۔ جاسوسی درست اور مصدقہ معلومات کا نام ہے جن کا حصول عمومی طور پر سخت جدو جہد اور کوشش کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ ایک ایسا علم ہے جس کا تعلق حالت امن اور جنگ دونوں سے ہے۔ جاسوسی تمام جنگ سے متعلقہ تیاریوں اور منصوبوں کی بنیاد ہے یہ مد مقابل دشمن کی قوت اور ان حالات کی معلومات کا عمل ہے جو دشمن کے خلاف قوت استعمال کرنے کے متعلق ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ دشمن کو میدانِ جنگ میں شکست دینے کی خاطر تیار کی جاتی ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ

اس عنوان پر عربی زبان میں کافی حد تک مواد موجود ہے لیکن اردو میں اس پر بہت کم کام ہوا ہے ذیل میں چند تحقیقی کاموں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

* **اسلام کا نظام جاسوسی اور عصر حاضر میں استفادہ کی صورتیں** از **شاہین انور** نے منہاج یونیوسٹی لاہور سے ایم اے سطح کا مقالہ لکھا جس میں اسلام کے نظام جاسوسی سے دور حاضر میں استفادہ کی ممکنہ صورتوں کا ذکر کیا ہے۔
* **قرآن کریم میں مذکور انبیاء کرام کے واقعات سراغ رسانی** کے عنوان سے ایک آرٹیکل **مجلہ اصول الدین جلد 2 شمارہ 2 میں** ناصر مجید ملک، عزیز الرحمان سیفی، عبید احمد خان صاحبان کے قلم سے منصہ شہود پر آیا ہے جس میں صرف قرآن کریم میں موجود انبیاء کرام کے واقعات جن میں سراغ رسانی کا ذکر ہے کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

جاسوسی کا معنیٰ ومفہوم

جاسوسی کا لغوی معنیٰ

جاسوسی کے لیے عربی میں استخبارات کا لفظ استعمال ہوتا ہے جبکہ انگریزی زبان میں اس کے لیے (Intelligence) کا لفظ استعمال ہوتا ہے قبل از وقت آگاہی کو استخبارات اور جاسوسی کہا جاتا ہے۔[1]

جاسوسی کا لفظ تجسس سے نکلا ہے اور اسکا معنیٰ ہے "تلاش کرنا، جستجو کرنا"[2]

جاسوسی کا اصطلاحی معنیٰ

مختلف کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد جاسوسی کی مختلف تعریفات سامنے آئی ہیں، اس عمل کو تجسس اور استخبار کہتے ہیں جو یہ کام کرے اسے جاسوس یا مخبر کہا جاتا ہے امین فتحی "قاموس المصطلاحات العسکریہ" میں جاسوسی کی تعریف یوں کرتے ہیں "جاسوس وہ ہے جو دشمن ملک کے معمول کی یا نئی باتوں کی خبریں حاصل کرے"[3]

موسوعہ العسکریہ میں جاسوسی کی یہ تعریف کی گئی ہے: "دشمن کی سیاسی، نفسیاتی، اقتصادی، فوجی ہر قسم کی خبریں حاصل کرنا جاسوسی کہلاتا ہے۔[4] بریگیڈیئر ارشاد ترمذی اپنی کتاب "حساس ادارے" میں سراغ رسانوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"تاریخ گواہ ہے کہ جاسوسی دلیر، محب وطن اور اپنے مقصد سے لگن رکھنے والے لوگوں کا پیشہ ہے۔ اس شعبے کے سرکردہ کارکن قومی مقاصد کے حصول کی خاطر انتہائی خطرناک اور دشوار مہمات کو سر کرنے میں اپنی ساری زندگیاں صرف کر دیتے ہیں، ہر مشکل اور کڑی صورتحال کا جوانمردی سے مقابلہ کرتے ہیں، لیکن جدوجہد سے بھرپور طویل زندگی میں وہ بے نام، اجنبی اور تنہا ہوتے ہیں بس ایک اجنبی سا سایہ، ایک انجانا خوف ان کے ساتھ ساتھ رہتا ہے جو کبھی کبھی حقیقت بن کر انہیں گمنامی کے گھپ اندھیروں میں دھکیل دیتا ہے انکی قبروں پر نہ کوئی مینار تعمیر ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی کتبہ نصب کیا جاتا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کہ انہیں کی قربانیاں انکی قوم کی تقدیر بدل دیتی ہیں اور انہیں کے نام ہمیشہ کیلئے ایک ایسی غیر مرئی فہرست میں شامل ہو جاتے ہیں جو قوم کی قسمت کے ماتھے کا جھومر بنتی ہے"۔[5]

نظام جاسوسی کی اہمیت

جاسوسوں سے مدد لینے کی اہمیت کا اندازہ ابن سعد کی اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے

"حضور ﷺ کی نظر میں سراغ رسانوں کی بڑی اہمیت تھی، آپ ﷺ نے سراغ رسانوں سے مدد لینے کی اہمیت کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا، رسالت مآب ﷺ اپنے تمام سپہ سالاروں کو روانہ فرماتے وقت ہمیشہ تفصیل سے احکامات دیتے اور یوں تاکید فرماتے: محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پیش نظر رکھیں، وہ صرف غیر معروف راستوں پر سفر کریں، اور راہبروں کی خدمات بھی ضرور حاصل کریں ، دشمن کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لیے جاسوسوں کی خدمات بھی حاصل کریں تاکہ ان کی فراہم کردہ اطلاعات کی روشنی میں ان کے دشمن کے مقابلے میں ممکنہ جوابی اقدامات کرنے میں آسانی ہو"[6]

جاسوسی کی ضرورت

جاسوسی کی ضرورت اولاد آدم کو ہر دور میں رہی ہے ہر قوم اور ہر معاشرے نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اپنے تئیں پوری توجہ دی ہے۔ جس ملک اور قوم نے جاسوسی کے شعبے کو صحیح طریقے پر استعمال کیا ہے، اسے کامیابیاں اور نیک

نامی نصیب ہوئی اور جنہوں نے اس ضروری شعبہ حکمرانی سے صرف نظر کیا ہے وہ نقصان اٹھاتے رہے۔ جنگ دو فریقوں کے درمیان تمام تر طاقت کے تصادم کا نام ہے۔

جاہن ایم ہاؤس، ملٹری انٹیلی جنس میں لکھتے ہیں کہ:" جب تک دشمن اور متوقع دشمن دونوں کی تمام تر طاقت کا علم نہ ہو جائے اس وقت تک جنگ کی تیاری نامکمل ہوتی ہے جنگی تیاری کے لیے ضروری ہے کہ دفاعی پالیسی سازوں کو معلوم اور ممکنہ دشمنوں کی مکمل استعداد کار، قوت کار، جنگی حربوں، جنگی منصوبوں اور دفاعی پیداوار کا مکمل ادراک ہو جب تک یہ تمام معلومات حاصل نہ ہوں، کوئی مملکت حتمی دفاعی منصوبہ سازی کر سکتی ہے اور نہ ہی خم ٹھونک کر کہہ سکتی ہے کہ زیست و موت کے معرکہ میں وہ سرخرو ہو کر نکلنے کے لیے پوری طرح تیار ہے اور یہ معلومات جاسوسی کے بغیر ناممکن ہے"۔[7]

جاسوسی کی ابتداء

جاسوسی کی ابتداء انسانی ارتقاء کی تاریخ سے منسلک ہے انسان کی طبعیت میں متجسس رہنا لکھ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے اردگرد کو جاننے کے لئے ہمیشہ سے کوشاں رہا ہے دنیا کی کوئی ایسی قدیم تہذیب نہیں جس میں انٹیلی جنس محکمہ کسی نہ کسی صورت دکھائی نہ دیا ہو اور تاریخ انسانی میں کوئی ایسی بادشاہت دکھائی نہیں دیتی جس نے فن جاسوسی سے استفادہ نہ کیا ہو بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ روم کی قدیم تہذیب فراعنہ، مصر کی قدیم تاریخ میسوپوٹیمیا اشو کا راج ہو یا پھر صلیبی جنگوں کا دور، کلیسا کی بادشاہت یا مسلمانوں کا عروج وزوال ہر جگہ جاسوس تنظیمیں سرگرم دکھائی دیتی ہیں، دنیا کے جس خطے میں ہم آباد ہیں اس میں فن جاسوسی کے دو مضبوط مکتب فکر دکھائی دیتے ہیں۔

- چین میں سون زو (Sntzu) کی تعلیمات
- 2300 سال پہلے لکھا "ارتھ شاشتر" ارتھ شاشتر کوٹلیہ کی آج سے تیئس سو سال پہلے لکھی گئی ایک دستاویز ہے جو اس نے راجا کی رہنمائی کے لئے لکھی تھی۔

ڈیڑھ سو ابواب پر مشتمل اس ضخیم تاریخی دستاویز میں اپنے ہمسائے کو تباہ وبرباد کرنے، دشمن کے خلاف ریشہ دوانیاں، ہمسایہ ریاست کے امن وامان کو تہ وبالا کرنا، بیماریاں پھیلانا، زہر خوردنی، دھوکہ دہی، تخریب کاری اور دہشت گردی کے طریقے لکھے گئے ہیں، اور حاکم وقت کو بتایا گیا ہے کہ ان غیر قانونی، غیر اخلاقی، غیر مذہبی اور غیر انسانی طریقوں پر عمل کر کے وہ نہ صرف اپنی بادشاہت قائم رکھ سکتا ہے بلکہ اس کا رعب ودبدبہ ہمسایہ ریاستوں پر رہے گا اور یہ ریاستیں اس کی وفادار بھی رہیں گی۔[8]

جاسوسی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی انسانی قبائل کی تاریخ ہے دنیا میں جب مختلف ریاستیں وجود میں آگئیں اور حکومتیں بنیں تو جاسوسی کی اہمیت بھی بڑھ گئی ہر ملک دشمن کے عزائم سے ہوشیار رہنے کیلئے جاسوسی کا سہارا لینے لگا تاہم زمانہ قدیم

میں جاسوسی کا ذریعہ صرف انسان تھا، مگر جب سائنس و ٹیکنالوجی نے فقید المثال ترقی کر لی تو جاسوسی کے آلات بھی بننے لگے اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کو بھی فروغ حاصل ہوا۔

دورِ نبوی ﷺ میں جاسوسی کے ذرائع

نبی کریم ﷺ کے دور میں میں جاسوسی کے ذرائع درج ذیل تھے۔

1. وحی سے اللہ تعالی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کرنا۔
2. تجارتی قافلوں سے معلومات حاصل کرنا۔
3. جغرافیائی علم کی بنیاد پر جنگ کی منصوبہ بندی کرنا۔
4. دوسری زبانوں کا علم حاصل کرنے کی ہدایت دینا۔
5. غیر مسلم اور نو مسلم کا اپنے ایمان کا اظہار کیے بغیر جاسوسی کرنا۔
6. جنگوں میں تیز رفتار سواروں کا خبریں حاصل کرنے کے لیے گشت کرنا۔
7. مدینے کے ارد گرد صحابہ کرام کا چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں علاقہ سے متعارف ہونے اور خبروں کے حصول کے لیے بھیجنا۔
8. اکیلے صحابی کو جاسوسی کے لیے بھیجنا حضور ﷺ کا تفتیش کے ذریعے دشمن کے حالات معلوم کرنا۔
9. دارالحرب میں موجود غیر اعلانیہ مسلموں سے دشمن کے ارادوں سے باخبر ہونا۔
10. رحمت دوعالم کی ذاتی فہم و فراست سے حالات کا دشمن سے پہلے پتہ لگانا اور قبل از وقت اقدام کرنا۔
11. اپنے راز کی دشمن سے حفاظت کرنا غلط معلومات سے دشمن کو بھٹکانا۔[9]

جاسوسی کی شرعی حیثیت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کی وجہ سے زندگی کی ہر شعبے میں اصول فراہم کرتا ہے، جاسوسی کے موضوع پر بھی اسلام نے راہنمائی فرمائی ہے کہ عام طور پر ہر چیز کے جواز و عدم جواز کے حوالے سے دو جہت، دو پہلو اور دو طرف ہوتے ہیں چنانچہ جاسوسی کے بھی دو جہت ہیں ان میں سے ایک جائز اور دوسرا ناجائز ہے۔ جو جائز ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی ملک کو نقصان دینے اور اس کو کمزور کرنے والے باہر کے شر پسند عناصر کا کھوج لگانا اور ان کے منصوبوں کو ناکارہ کرنا اور ان کے غلبہ عزائم سے حکام کو اطلاع دینا یہ جائز ہے اور اسلامی ملک کی سالمیت کے متعلق کوشش کرنا یہ ایک جہاد ہے۔ دوسرا حصہ جو جائز نہیں ہے وہ یہ کہ مسلمانوں کی نجی زندگی میں کھوج لگانا اور ان کے بھید معلوم کرنا جس سے ملکی شر اور فتنہ کا خطرہ نہیں ہے اور کسی انسان کی حق تلفی بھی نہیں ہے اور صورت حال کو غلط گول مول کر کے نقل کرنا۔ سب سے پہلے جاسوسی کے جواز پر دلائل ذکر کیے جاتے ہیں بعد میں جاسوسی کے جواز کے لیے اہم شرائط کو ذکر کیا جائے گا

دلیل نمبر:1

"عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يوْمَ الْأَحْزَابِ، قَالَ: الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ، قَالَ: مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ، قَالَ: الزُّبَيْرُ أَنَا، فقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ"[10].

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لاسکتا ہے؟ (دشمن سے مراد یہاں بنو قریظہ تھے) زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پھر پوچھا دشمن کے لشکر کی خبریں کون لاسکے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری (سچے مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

اس حدیث مبارکہ سے واضح معلوم ہوگیا کہ دشمن کی خفیہ معلومات حاصل کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ آپ ﷺ کی سنت مبارکہ بھی ہے۔

دلیل نمبر:2

"عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ، قَالَ:" انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ، فَقَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا حَاطِبُ مَا هَذَا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا، وَلَا ارْتِدَادًا، وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ صَدَقَكُمْ، قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، قَالَ: إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ" [11]

"عبید اللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنہم کو ایک مہم پر بھیجا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم لوگ روضہ خاخ (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے) پر پہنچ جاؤ تو وہاں ایک بڑھیا عورت تمہیں اونٹ پر سوار ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہوگا تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا۔ ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جارہے

تھے۔ آخر ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ایک بوڑھی عورت موجود تھی جو اونٹ پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے خط نہ نکالا تو تمہارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے۔ اس پر اس نے اپنی گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے خط نکال کر دیا اور ہم اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اس کا مضمون یہ تھا حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند آدمیوں کی طرف: اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض بھیدوں کی خبر دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے۔ میری حیثیت مکہ میں یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سہنا اختیار کر لیا تھا ان سے رشتہ ناطہ میرا کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی تو مکہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور مکہ والے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت وحمایت کریں گے مگر مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے اس لیے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کر دوں جس سے اثر لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہر گز نہیں کیا ہے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہو کر۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اجازت دیجئیے میں اس منافق کا سر اڑا دوں آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں یہ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ مجاہدین بدر کے احوال موت تک کے پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود ہی فرما چکا ہے کہ تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں"۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نظامِ جاسوسی رسول اکرم ﷺ کے دور میں بھی تھا جس پر رسول اکرم ﷺ نے نکیر نہیں فرمائی

دلیل نمبر3

غزوہ احزاب کے موقع پر حضرت نعیم رضی اللہ عنہ بن مسعود اشجعی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی قوم سے چھپ کر مسلمان ہو چکا ہوں آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم ایک تجربہ کار آدمی ہو تم سے جو ہو سکے مشرکین کے خلاف تدبیر کرو، کیونکہ جنگ نام ہی اصل میں حیلہ اور تدبیر کا ہے۔ حضرت نعیم بن مسعودؓ پہلے یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ کے پاس آئے، جاہلیت کے زمانے میں آپ کے ان سے قریبی تعلقات تھے، پہلے آپ نے ان سے خوب محبت جتائی اور پھر انہیں سمجھایا، کہ قریش اور غطفان تو باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں، جب کہ تم تو مدینہ منورہ کے رہنے والے ہو، آج قریش اور غطفان محمد ﷺ پر اور ان کے ساتھیوں پر حملے کے لئے آئے ہیں اور تم بلا شرط ان کی مدد کر رہے ہو، حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ اگر قریش کو فتح ہو گئی تو ٹھیک ہے، لیکن اگر انہیں شکست ہوئی تو

وہ اپنے علاقوں میں چلے جائیں گے اور تم یہاں کے مسلمانوں کے سامنے اکیلے رہ جاؤ گے اور پھر جو کچھ تمہارے ساتھ ہو گا وہ تمہیں معلوم ہے، اس لئے میری نصیحت یہ ہے کہ تم قریش اور غطفان کی اس وقت تک مدد نہ کرو، جب تک وہ اپنے چند بڑے معزز لوگ تمہارے پاس رہن نہ رکھ دیں۔ یہودیوں نے کہا: یہ تو اچھا مشورہ ہے اور ہم اس کے مطابق عمل کریں گے۔ اس کے بعد حضرت نعیم قریش کے پاس آئے اور ان سے اپنی محبت اور دوستی جتائی، جس کا قریش نے اقرار کیا، پھر انہیں فرمایا کہ مجھے ایک اہم بات کا پتہ چلا ہے جو میں تمہیں بتانا ضروری سمجھتا ہوں، تا کہ تم دھوکہ نہ کھاؤ لیکن میں اس شرط پر بتاؤں گا کہ تم میرا نام نہیں لوگے قریش نے یہ شرط مان لی تو حضرت نعیم نے فرمایا کہ یہودی محمد ﷺ سے مل چکے ہیں اور انہوں نے ماضی کی ندامت اور محمد ﷺ کی ناراضگی دور کرنے کے لئے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ قریش اور غطفان کے چند بڑے معزز لوگ محمد ﷺ کے حوالے کریں گے، تا کہ وہ انہیں قتل کر دیں اور پھر یہودی اور محمد ﷺ مل کر باقی قریش والوں کو ختم کر دیں، اس لئے اگر یہودی تم سے کچھ معزز لوگ بطور ضمانت مانگیں تو تم نہ دینا اس کے بعد حضرت نعیم غطفان قبیلے والوں کے پاس تشریف لائے اور ان سے اپنے تعلق اور محبت جتلا کر انہیں بھی وہی باتیں بتائیں جو قریش کو بتائیں تھیں چھ شوال ہفتے کی رات اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ ابوسفیان اور غطفان کے رؤسا نے اپنا ایک وفد بنو قریظہ کے پاس بھیجا کہ ہم اس طرح پڑے پڑے تباہ ہو رہے ہیں تم لوگ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ، تا کہ ہم صبح حملہ کر کے مسلمانوں کو ختم کر دیں یہودیوں نے جواب دیا کہ آج ہفتے کا دن ہے، ماضی میں بھی اسی دن میں تجاوز کی وجہ سے ہماری قوم پر عذاب آیا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ جب تک تم اپنے کچھ افراد ہمارے پاس رہن نہیں رکھواؤ گے، ہم لڑائی کے لئے نہیں نکلیں گے مشرکین کو جب یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے کہا: واقعی نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا، چنانچہ انہوں نے یہودیوں کو جواب بھیجا کہ ہم کسی کو تمھارے پاس رہن نہیں رکھیں گے، اگر تم لڑائی کے لئے نہیں نکلتے ہو تو پھر ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے یہودیوں نے جب یہ پیغام سنا تو کہنے لگے: بے شک نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا اس طرح ان میں پھوٹ پڑ گئی اور اللہ تعالیٰ نے سخت طوفانی ہوا بھیج دی جس نے ان کے پورے لشکر کو الٹ کر رکھ دیا۔[12]

اس واقعہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو گیا کہ کس طرح رسول رحمت ﷺ نے حضرت نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ کو جاسوس بنا کر بھیجا جنہوں نے نہ صرف دشمن کی خفیہ معلومات حضور ﷺ تک پہنچائیں بلکہ دشمن کے اتحاد کو بھی پارہ پارہ کیا

دلیل نمبر:5

تفسیر معارف القرآن میں مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول کو ذکر کیا ہے ویسے تو تجسس ناجائز عمل ہے لیکن دشمن کے ضرر سے اپنی حفاظت کی خاطر دشمن کی تدابیر کی کھوج لگانا جائز ہے[13]

مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ جاسوسی ایک جائز عمل ہے اسی لیے رسول اکرم ﷺ مختلف اوقات میں اپنے جانثاروں کو مختلف جگہوں پر بھیجتے رہے البتہ بعض جگہوں پر جاسوسی کرنا ناجائز بھی ہے اب بالتفصیل جاسوسی کے جائز اور ناجائز پہلوؤں کو ذکر کیا جاتا ہے

جاسوسی کی شرعی حدود و قیود

جاسوسی کا جواز کے دلائل سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ جاسوسی ایک جائز عمل ہے لیکن اس کے جواز کے لیے کچھ حدود و قیود ہیں اگر ان حدود قیود میں رہتے ہوئے جاسوسی کی جائے تو وہ جائز ہو گی اگر ان حدود و قیود سے تجاوز کیا جائے تو پھر یہ ناجائز بن جائے گی ذیل میں جائز اور ناجائز دونوں پہلوؤں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

جاسوسی کے جائز پہلو

جاسوسی کی اسلام میں بے حد اہمیت ہے اسی لیے رسولِ اکرم ﷺ نے مختلف صحابہ کرام کو مختلف مقامات پر جاسوس بنا کر بھیجا، جائز جاسوسی کی صورتیں درج ذیل ہیں

اسلامی ریاست کو مضبوط کرنا

جاسوسی کے جائز ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ اس کا مقصد صرف اور صرف اسلامی ریاست کو دشمن کے خطرات سے آگاہ رکھنا ہے تاکہ دشمن کسی بھی وقت مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں اور اس طرح اسلامی ریاست اپنی دفاعی پوزیشن مضبوط رکھ سکے۔

دشمن کی چالوں سے آگاہ رہنا

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مختلف طریقوں سے دشمن کے حالات معلوم کیے جاسکتے ہیں دشمن کی تعداد، ان کے پاس اسلحہ اور دیگر سامان کا خفیہ پتہ چلانا بھی جاسوسی کے جائز پہلوؤں میں سے ایک ہے جنگ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک قیدی لایا گیا آپ ﷺ نے اس سے کفار کے لشکر کی تعداد کے متعلق سوال کیا وہ مکمل تعداد تو نہ بتا سکا حضور ﷺ نے پھر اس سے پوچھا کہ کفار کے لشکر میں کتنے اونٹ روزانہ ذبح ہوتے ہیں اس نے اونٹوں کی تعداد بتائی تو اس سے آپ ﷺ نے کفار کی تعداد کا اندازہ لگا لیا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کس طرح دشمن کے حالات سے آگاہ رہتے تھے۔

دشمن کو کمزور کرنا

دینِ اسلام میں نہ صرف اسلامی ریاست کو مضبوط کرنے کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے بلکہ دشمن کو بھی کمزور کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس کے لیے مختلف طریقے آزمائے جاسکتے ہیں جیسا کہ اپنے جاسوس دوسرے لوگوں میں شامل کر کے ان کی معلومات حاصل کی جائیں۔

جنگی حالات میں توریہ

جنگی حالات میں توریہ کی بھی اجازت ہے سفر ہجرت میں جب حضرت ابو بکر صدیق نبی کریم ﷺ کے رفیق سفر کی حیثیت سے آپ کے ساتھ تھے اس دوران انہوں نے جس درجہ احتیاط اور منصوبہ بندی کے ساتھ آپکو ﷺ توریہ اختیار کرتے ہوئے بچایا اس کو سوچ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے

توریہ کا مفہوم

توریہ کے معنی ہیں ایسے الفاظ استعمال کرنا جس کے دو معنی ہوں بعید اور قریب۔ بولنے والا بعید مراد لیتا ہے اور سننے والا قریب معنیٰ سمجھتا ہے۔ کلام میں کذب بھی لازم نہیں آتا اور اظہارِ حقیقت جس سے مفاسد کا اندیشہ ہوتا ہے وہ بھی لازم نہیں آتا۔

حضرت ابو بکر صدیق جب رسول اکرم ﷺ کو مکہ سے لیکر مدینہ کی طرف جارہے تھے، جب بھی کسی قوم پر ان کا گزر ہوتا ،لوگ دریافت فرماتے اے ابو بکر یہ تمہارے آگے کون ہے؟ تو وہ برجستہ جواب دیتے وہ ہستی ہے جو مجھے راہ دکھلاتی ہے[14]

یہاں پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے توریہ سے کام لیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذہن میں اس کا مفہوم تھا کہ آپ ﷺ میرے مرشد طریق ہیں۔ آپ نے ہی مجھے صراط مستقیم دکھایا ہے جواب سننے والے نے یہ سمجھا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے کسی شخص کو راستہ بتانے کے لیے مستعار لیا ہوا ہے۔

توریہ کی اباحت اور ہمارے حالات

جیسا کہ توریہ کی تعریف سے یہ بات معلوم ہوئی ہے اس میں خلاف حقیقت کچھ نہیں ہوتا صرف قریب اور بعید والے معنیٰ کا فرق ہوتا ہے اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کمال احتیاط برت رہے تھے کہ کہیں ان کی کہی ہوئی کسی بات سے آپ کے متعلق کسی کو خبر نہ ہو جائے جو آپ ﷺ کی تکلیف اور اذیت کا باعث ہو، اس میں ہمارے انٹیلی جنس اداروں کیلئے ایک سبق اور رہنمائی ملتی ہے کہ اپنے قومی رازوں کے سلسلے میں جن کا تعلق قوم و ملت کے عظیم تر مفاد سے ہو اس کی حفاظت کے سلسلے میں توریہ کا استعمال جائز ہے، یاد رہے کہ توریہ صریح جھوٹ کا نام نہیں بلکہ ایک چھپے ہوئے سچ کی ایک قسم ہے جس کا استعمال ہر خفیہ ایجنٹ کیلئے بوقت ضرورت نا صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عام اور

ایسی باتیں جن کا تعلق ایجنٹ کی ذاتی زندگی سے ہو نیز ایسے مواقع جہاں سچ بولنے سے ایجنٹ کو کوئی جانی و مالی خطرہ لاحق نہ ہو وہاں عادتاً جھوٹ بولنا نا صرف ناپسندیدہ بلکہ قابل مذمت عمل ہے کیونکہ قوم کیلئے جاسوسی کرنا ایک عبادت ہے اور اس عبادت کو بلا ضرورت کذب اور گناہ کے کاموں سے ملوث کرنا کسی صورت لائق تحسین نہیں سمجھا جائے گا بلکہ یہ عمل قابل گرفت ہے۔

جاسوسی کے ناجائز پہلو

عام طور پر تمام معاشروں میں اور بالخصوص پاکستانی معاشرے میں نظام جاسوسی کا مقصد بظاہر یہ رہ گیا ہے کہ اپنے مخالفین کی ذاتیات کو ٹٹولنا اور پھر انہیں بلیک میل کر کے اپنے مقاصد کی تکمیل کرنا ہر حکومت کا یہ وطیرہ عام ہے کہ وہ اپنے مخالفین کے خلاف نظام جاسوسی کا بھرپور استعمال کرتی ہے۔ ان کے فون ٹیپ کرنے سے لے کر ان کی نجی زندگی کی فلمیں بنانے تک کے افعال انجام دیئے جاتے ہیں اور پھر یہ سب کچھ وقتی اور ذاتی یا گروہی فائدے کے لئے ہوتا ہے یا مخالفین کو نیچا دکھانے ان کو سزا دینے کے لئے ہوتا ہے۔ لہذا مروجہ نظام جاسوسی کسی بھی طرح اسلامی تعلیمات اور مقاصد کو پورا نہیں کرتا ذیل میں اب تفصیل سے ناجائز پہلوؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نجی زندگی پر مطلع ہونے کی کوشش کرنا

جاسوسی کی جو ناجائز صورتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کی نجی زندگی پر مطلع ہونا اور کسی کے عیوب تلاش کرنا، اسلام میں ایسے کاموں سے سختی سے منع کیا گیا ہے کہ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا"﴾[15]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے"۔

مولانا اشرف علی تھانوی آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اوروں کے عیبوں اور کمزوریوں کی تلاش و جستجو میں نہ پڑو تاوقتیکہ کوئی مصلحت یا ضرورت ہی نہ آپڑے، چھپ کر باتیں سننا یا اپنی طرف سے باتیں بنالینا سب تجسس میں داخل ہے البتہ کسی مضرت کے پہنچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اس کے مضرت رساں اداروں اور تدبیروں کا تجسس کرے تو جائز ہے"[16]۔

اس تفسیر سے واضح ہو گیا کہ کسی کے عیوب اور کمزوریوں کو تلاش کرنے کے لیے جاسوسی کرنے کی شریعت میں کسی طرح بھی اجازت نہیں رسول اکرم ﷺ کی بہت ساری احادیث اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہیں جس میں کسی کے عیوب کی ٹوہ میں رہنے سے منع فرمایا گیا ہے

"عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: نَادَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَسْمَعَ الْعَوَاتِقَ، فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ، وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ؛ فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَةَ أَخِيهِ يَتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ فِي بَيْتِهِ"[17]

ترجمہ: ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے آواز دی یہاں تک کہ عورتوں نے اپنے پردوں میں اس کو سنا، آپ ﷺ نے فرمایا اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو اور ابھی تک ایمان ان کے دل تک نہیں پہنچا تم مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ہی تم ان کے عیوب کو تلاش کیا کرو سو جو کوئی بھی اپنے بھائی کے عیوب کو تلاش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کا پیچھا کرے گا یہاں تک کہ اس کو اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ منافقین کا یہ رویہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے عیوب تلاش کیا کرتے تھے تو رسول اکرم ﷺ نے اس میں بڑی واضح تنبیہ فرمائی کہ کوئی بھی کسی کے عیب کو تلاش کرنے کی کوشش نہ کرے ورنہ خود ہی دنیا میں بھی رسوا ہو گا اور آخرت میں بھی اسی کے لیے رسوائی ہو گی، اس لیے کسی مسلمان کا یہ شیوا نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی کے عیوب تک پہنچنے کی کوشش کرے۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

"عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ، وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ، صُبَّ فِي أُذُنِهِ الآنُكُ يَوْمَ القِيَامَةِ"[18]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں جس شخص نے کسی قوم کی ایسی بات سننے کی کوشش کی جس کو وہ ناپسند کرتے ہیں یا اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں تو قیامت والے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں: ایک مومن کا کام نہیں کہ دوسروں کے جن حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے ان کی کھوج کرید کرے اور پردے کے پیچھے جھانک کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ کس میں کیا عیب ہے اور کس میں کون سی کمزوریاں چھپی ہوئی ہیں لوگوں کے نجی خطوط پڑھنا دو آدمیوں کی باتیں کان لگا کر سننا، ہمسایوں کے گھروں میں جھانکنا اور مختلف طریقوں

سے دوسروں کی خانگی زندگی یا ان کے ذاتی معاملات کی ٹول کرنا ایک بڑی بداخلاقی ہے جس سے طرح طرح کے فساد رونما ہوتے ہیں۔[19]

اگر غور کیا جائے تو آج بھی بہت سارے لوگ ہیں جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس جاسوسی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے بلکہ جاسوسی کو کار خیر سمجھتے ہوئے یہ کام کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں جیسے کسی کے عیب کو تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے اسی طرح کسی کے عیوب کو جان لینے کے بعد آگے بیان کرنے سے بھی سختی سے منع کیا گیا ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {" إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ"}[20] جب تو اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرے جو اس میں ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر تو وہ کہے جو اس نے نہ کیا ہو تو تو نے اسے بہتان لگایا۔ اس حدیث کی وضاحت میں ملا علی قاری[21] تحریر فرماتے ہیں: "کسی کے خفیہ عیب اس کے پس پشت بیان کرنا عیب خواہ جسمانی ہوں یا نفسانی ہو دنیاوی یا دینی یا اس کی اولاد کے یا بیوی کے یا گھر کے خواہ زبان سے بیان کرو یا قلم سے یا اشارے سے، غرض کسی طرح سے لوگوں کو سمجھا دو حتی کہ کسی لنگڑے یا ہکلے کی پس پشت نقل کرنا، لنگڑا کر چلنا یا ہکلا کر بولنا سب کچھ غیبت ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ نہ صرف عیوب تلاش کرنا برا عمل ہے بلکہ اس سے بھی برا عمل اس کو آگے بیان کرنا ہے اس لیے ہمیں اس سے بھی ہر صورت احتیاط کرنی ہوگی۔

مسلمانوں کے احوال کی دشمن کو خبر دینا

اسی طرح جاسوسی کی ایک ناجائز صورت یہ بھی ہے کہ ایک شخص مسلمانوں کے احوال معلوم کرے اور پھر اس کی خبر دشمن کو دے تاکہ وہ وقت سے پہلے ہی مسلمانوں کے خفیہ حالات سے واقف ہو جائے اس کی مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔

ذاتی چیزوں تک رسائی کی کوشش کرنا

کسی بھی شخص کی ذاتی چیزوں مثلا: موبائل، ڈائری، بٹوا اور مختلف اکاؤنٹس کو تلاش کرنے کی کوشش کرنا تاکہ بوقت ضرورت اس کو غلط جگہ پہ استعمال کیا جائے نبی کریم ﷺ نے اس عمل کو ناپسند کیا ہے ایک بار نبی کریم ﷺ اپنے کسی حجرے میں تشریف فرما رہے تھے ایک شخص باہر آپ ﷺ کا انتظار کر رہا تھا اس نے آپ ﷺ کے انتظار میں کسی سوراخ سے آپ ﷺ کو جھانکنا شروع کر دیا اس دوران آپ ﷺ لکڑی کے ایک ٹکڑے کے ساتھ کمر مبارک پہ کھجلی کر رہے تھے پھر جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کو اس نے بتایا کہ میں اندر سے جھانک رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے اس وقت پتہ چل جاتا تو میں وہی لکڑی آپ کی آنکھ میں چبھو دیتا۔[22]

اپنے مالک کی نظر میں اپنا مقام بڑھانے اور دوسروں کا مقام کم کرنے کی کوشش کرنا

جاسوسی کے ناجائز پہلوؤں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی جگہ پر کام کرنے والے لوگ ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہوئے اور دوسرے ساتھیوں کو نقصان پہنچانے اور اپنا مقام کسی کی نظر میں بڑھانے کے لیے دوسروں کی جاسوسی کر کے ان کی خفیہ معلومات دوسروں تک پہنچاتے ہیں اور اس میں اس بات کا بھی خیال نہیں کرتے کہ یہ نہ تو ہماری ذمہ داری میں شامل ہیں اور نہ ہی اخلاقی طور پر یہ عمل درست ہے کہ کسی کی جاسوسی محض اس وجہ سے کہ اس کے مقام و مرتبہ کو گرا کر اپنی عزت بڑھانے کی کوشش کی جائے حالانکہ عزت اور ذلت دینے والا صرف ایک اللہ ہی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾[23]

ترجمہ: "کہہ دیجئے اے اللہ! جو بادشاہی کا مالک ہے تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے تو چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے تو جس کو چاہے اور تو ذلیل کرتا ہے جسے چاہے تیرے ہاتھ میں ہے بھلائی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے"

فون کالز کی خفیہ ریکارڈنگ اور ویڈیو بنانا

جاسوسی کی ناجائز صورتوں میں سے ایک یہ بھی ہے مختلف لوگ دوسروں کی کالز اور نجی زندگیوں کی ریکارڈنگ کرتے ہیں اور پھر انہیں اپنے مفادات کی خاطر استعمال کرتے ہیں دور حاضر میں لوگوں کا بہترین مشغلہ ہے اور ہر آنے والا حکمران اپنے دور اقتدار میں یہی کام کرتا ہے اسی وجہ سے آئے روز کسی نہ کسی کی مختلف ریکارڈنگ یا ویڈیو منظر عام پر آجاتی ہیں اور دوسرے شخص کی بدنامی کا باعث بنتی ہیں اگر شریعت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ عمل انتہائی قبیح ہے اور کسی بھی حالت میں نہ کسی شخص کے لیے نہ کسی حکومت کے لیے اس کا جواز بن سکتا ہے اس لیے جاسوسی کی اس ناجائز صورت سے ہمیں ہر حال میں بچنا چاہیے اور دوسروں کو بھی اس سے روکنا چاہیے۔

خلاصہ بحث

جاسوسی فی نفسہ ایک مباح عمل ہے بلکہ بعض مواقع پر جاسوسی بہت زیادہ مفید بن جاتی ہے، خاص طور پر جنگی حالات میں جاسوسی کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں مختلف مواقع پر مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جاسوس بنا کر مختلف علاقوں کی طرف بھیجا جس سے آپ ﷺ کو دشمن کے حالات کی بروقت اطلاع ہو گئی اور آپ ﷺ نے اس کے مطابق تیاری کر لی تھی، لیکن جاسوسی کی کچھ صورتیں ناجائز بھی ہیں جن میں کسی کی نجی زندگی کی معلومات

حاصل کرنا یا کسی کی خفیہ ویڈیوز یا آڈیو ریکارڈنگ کر کے اسے دوسروں تک پھیلا دینا شامل ہیں مقالہ ہذا میں اس کی جائز اور ناجائز دونوں صورتوں کو ذکر کیا ہے۔

سفارشات

اس عنوان کے تحت درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں

1. عوامی سطح پر ایسی کانفرنسز اور سیمینار کا اہتمام کیا جائے جس میں جاسوسی کے جائز اور ناجائز پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔
2. ایسا لٹریچر عوام الناس تک پہچانا چاہیے جس میں جاسوسی کی حدود وقیود کو آسان الفاظ میں بیان کیا ہو۔
3. نجی زندگی کی خفیہ ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر پھیلانے والوں کے خلاف بروقت کاروائی ہونی چاہیے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] سن زو، فن سپہ گری، مترجم: میجر جنرل احسان الحق ڈار (راولپنڈی: جی ایچ کیو، 1992ء)، 96

[2] زبیدی، محمد مرتضیٰ الحسینی، تاج العروس من جواہر القاموس (بیروت: دار الفکر، 1962ء)، 4/ 11

[3] امین، محمد فتحی، قاموس المصطلاحات العسکریہ (بغداد: المکتبۃ الوطنیہ، 1982ء)، 141

[4] ایوبی، الہیثمی، الموسوعہ العسکریہ (الموسسۃ العربیہ للدراسات والنشر والتوزیغ، 1986ء)، 1/ 62

[5] ترمذی، بریگیڈئر (ر) ارشاد، حساس ادارے، ترجمہ افضال شاہد (لاہور: فنکشن ہاؤس، 2002ء)، 40

[6] ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات (کراچی: نفیس اکیڈمی، س:ن) 1/ 190

[7] جاہن ایم ہاؤس، ملٹری انٹیلجنس (لندن: کرین ورڈ پریس، س:ن)، 6، 5۔

[8] فاروقی، مفتی ضیاء الرحمٰن، نظامِ جاسوسی ایک جائزہ اور اس کا شرعی حکم (کراچی: مکتبہ عمر فاروق، 2011ء)، 14

[9] ملک، ناصر مجید، عہد نبوی میں حضور ﷺ کا سراغ رسانی کا نظام (حیدر آباد: ادراک پبلی کیشنز، س:ن)، 76

[10] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الطلیعۃ (بیروت: دار الفکر، 1412ھ) 1/ 399۔ رقم الحدیث: 2846

[11] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب الجاسوس، رقم الحدیث: 3007

[12] واقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی (الریاض: عالم الکتاب، 1398ھ)، 1/ 345

[13] کاندھلوی، محمد ادریس، تفسیر معارف القرآن (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2018ء)، 7/ 501

14 بخاری، الجامع الصحیح، 1/556

15 القرآن، الحجرات 49:12۔

16 تھانوی، اشرف علی، بیان القرآن (لاہور: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، 2015ء)، 3/698

17 احمد بن حنبل، مسند امام احمد، حدیث ابی برزہ الاسلمی (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2001ء)، 33/40، الحدیث: 19801۔

18 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، باب من کذب فی حلمہ (دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، 9/42، الحدیث: 7042

19 مودودی، ابوالاعلیٰ، تفسیر تفہیم القرآن (لاہور: ترجمان القرآن، 1990ء)، 2/124۔

20 قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الغیبۃ (بیروت: داراحیاء التراث العلمی، 1411ھ)، 3/145، رقم الحدیث: 6593۔

21 ملا علی قاری: (1014ھ) آپ کا پورا نام ابوالحسن علی بن سلطان محمد نور الدین الملا الہروی القاری ہے، آپ ہرات میں پیدا ہوئے آپ مشہور محدث اور فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والے مشہور فقیہ ہیں آپ نے ہر فن میں کتب تحریر کی ہیں جن میں سے نمایاں یہ ہیں، تفسیر القرآن، مرقاۃ المفاتیح، الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ، المصنوع فی معرفۃ الحدیث، الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود

22 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن الترمذی، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2014ء)، 2/355

23 القرآن، آل عمران 3:26